شیعہ واہل سنت
قسط نمبر ۲

تالیف: چیف جسٹس شیخ صالح بن عبداللہ
ترجمہ: ابو مسعود عبدالجبار سلفی، دیپال پور

صحابہ کرام ؓ اور اہلِ بیت عظام کے درمیان
قابلِ رشک برادرانہ تعلقات

تیسرا مبحث: دلالۃ الثناء

آپ نے اپنے گھر اور خاندان کے افراد، بلکہ اپنے گاؤں کے لوگوں کے ساتھ پردیس میں زندگی بسر کی ہے یا اپنے احباب کے ساتھ کسی فوجی چھاؤنی میں دن گزارے ہیں یا اپنے ان ساتھیوں جن سے آپ کا عقیدہ کا رشتہ استوار ہے، کے ساتھ فقر وفاقہ اور ظلم و ستم کے سائے میں وقت گزارا ہے تو آپ خود ہی بتایئے کہ ان کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہو گی؟

اور یہ حقیقت ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ اور خصوصاً سابقون الاوّلون ؓ نے ان تمام مواقع میں مل جل کر زندگی بسر کی۔ وہ سارے کے سارے تنگیوں اور خوشحالیوں میں ایک دوسرے کے ساتھی اور غم گسار تھے بلکہ ان کے ساتھ خیر البشر حضرت محمد ﷺ بھی ہر موقع پر شریکِ کار تھے۔ ان کی معاشرتی زندگی جو تاریخ اسلامی کا ایک روشن باب ہے، اسے ہر تاریخ خواں یا سیرتِ طیبہ ؐ کا ذوق رکھنے والا جانتا ہے۔

تاریخ اسلامی پر ایک نظر دوڑایئے کہ جب حضرت رسول کریم ﷺ مکہ میں دارِ ارقم کے اندر موجود تھے اور ڈرتے چھپتے دعوتِ ایمان دیا کرتے، پھر اسلام کو قوت حاصل ہوئی، صحابہ کرام ؓ نے حبشہ کے پردیس کی طرف ہجرت کی اور اس کے بعد مدینہ منورہ کی طرف کوچ کر گئے، انہوں نے اپنا گھر بار، مال و دولت، وطن اور ملک چھوڑا۔

ان پر مشقت اور دور دراز سفروں میں ان کے اونٹوں پر بیٹھنے اور پیدل چلنے پر غور کیجئے۔ انہوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر مدینہ میں محصور ہو کر خوف کی حالت میں اکٹھی زندگی بسر کی اور غزوۂ تبوک میں لق ودق ریگستانوں اور بے آب و گیاہ میدانوں کو عبور کیا اور بدر

www.KitaboSunnat.com

وخندق، خیبر و حنین اوران سے قبل مکہ وغیرہ مقامات میں فتوحات کے مواقع اکٹھے بسر کئے۔اس دوران تاریخ نے اُن کی باہمی محبت واُخوت کے وہ مظاہر دیکھے کہ دنیا آج تک اسکی مثال پیش نہیں کرسکی۔

یہ بات بھی آپ کے ذہن میں رہنی چاہیے کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ ان کے ساتھ تھے اور وہ ان کے قائد، مربی اور معلم تھے۔جن پر رب السماوات والارض کی طرف سے قرآن نازل ہورہا تھااور رسول اللہ ﷺ کی ذات ان کی زندگی کا مرجع ومحور بن گئی تھی۔ تاریخ اسلامی کے ان واقعات ومواقع کو ذرا تصور میں لائیں اور اس کے بعد دیکھیں کہ آپ صحابہ کرام کی مبارک ہستیوں کے بارے میں کیارائے قائم کرتے ہیں۔

پہلی قسط میں صحابہ کرام ؓ کی باہمی محبت کے مظاہر آپ پڑھ چکے ہیں، جن کا ذکر اللہ نے ان الفاظ میں کیا ہے :**{وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا}** (آل عمران:۱۰۳)

”اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم باہم دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، تو تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے۔“

اوس اور خزرج کے درمیان عداوت بھڑک رہی تھی، لیکن اللہ نے اس عداوت کو مٹا دیا اور اس کے بدلے اُنہیں محبت اور اتفاق عطا کردیا۔

قارئین کرام! اگرآپ اس حقیقت کو مان لیں اور اصحابِ رسول ؐ کے ساتھ حسن ظن رکھ لیں تو اس میں آپ کا کیانقصان ہے؟ ان کا ربّ ان کے لئے شہادت دے رہاہے اور ان پر اپنے فضل کا تذکرہ کررہاہے کہ وہ بھائی بھائی بن گئے تھے،ان کے دل صاف وشفاف تھے ان میں اُلفت، محبت، اتفاق رچ بس گیا تھا۔ مشہور اُصول ہے کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے، خصوصی سبب کا نہیں۔اس عموم پر درج ذیل آیت دلالت کررہی ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{وَاِنْ يُرِيْدُوْا اَنْ يَخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللهُ هُوَ الَّذِىْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ} (الانفال: ۶۲، ۶۳)

”اور اگر وہ تجھے دھوکہ دینے کا ارادہ کریں تو تجھے اللہ کافی ہے ،وہی اللہ جس نے اپنی نصرت اور مومنوں کے ذریعے تیری مدد فرمائی اور ان کے دلوں کو باہم جوڑ دیا اگر توزمین میں جو کچھ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ سارے کا سارا خرچ کرڈالتا تو بھی ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا، لیکن اللہ نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا ہے، بے شک وہ غالب حکمت والا ہے۔''

قارئین کرام! اس آیت کو پڑھیں اور بار بار اس میں غور فرمائیں۔ یہاں جو چیز ہمارے لئے قابل غور ہے، وہ یہ ہے کہ اگر حضرت رسولِ کریم ﷺ زمین کا سارا مال بھی خرچ کردیتے تو مقصود حاصل نہ ہوتا، لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ صاحبِ فضل ہے۔ اس روشن حقیقت کے باوجود کچھ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں اور ان کی نفسانیت انہیں نصوص کی مخالفت اور اصحابِ رسول ﷺ کے درمیان عداوت کے بلادلیل دعویٰ کے سوا کچھ تسلیم کرنے نہیں دیتی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں خبر دیتا ہے کہ اس نے ان کے دلوں کو جوڑ دیا اور انہیں بھائی بھائی اور باہم رحم دل بنادیا لیکن اس کے باوجود وہ داستانیں اور کہانیاں دہرائی جاتی ہیں کہ ان کے درمیان عداوت قائم تھی۔ حالانکہ بے شمار آیاتِ قرآنیہ ان خود ساختہ داستانوں کو جھٹلا رہی ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:

{لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ، وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ} (الحشر: ۸،۹)

''(مال فئے سے) ان نادار مہاجرین کا بھی حصہ ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کردیے گئے۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی تلاش کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی نصرت کرتے ہیں وہی لوگ سچے ہیں اور جن لوگوں نے ان سے پہلے دارِ ہجرت اور ایمان کو ٹھکانہ بنالیا وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ان کی طرف ہجرت کرکے آئے اور جب ان (مہاجرین) کو کچھ دیا جائے تو وہ اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہیں کرتے، اگرچہ انہیں خود بھی ضرورت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کی بخیلی سے بچ گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

اس کے علاوہ متعدد قرآنی آیات ہیں جو اصحابِ رسول ﷺ اور مہاجرین وانصار کے باہمی ایثار، اُخوت، معاملات اور الفت ومحبت کی توثیق کرتی ہیں۔

اس کے بعد آپ کے سامنے ایک قصہ پیش کرتے ہیں جسے علی الاربلی نے کشف

www.KitaboSunnat.com

الغمة(ج ۲/ ۲۸، ط ایران) میں حضرت علی بن حسین بن زین العابدین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عراقیوں کا ایک گروہ حضرت زین العابدینؒ کے پاس آیا اور حضرت ابو بکر ؓ و عمر ؓ و عثمان ؓ کے متعلق نامناسب باتیں کرنے لگا۔ جب وہ اپنی باتوں سے فارغ ہوئے تو آپؒ نے فرمایا: ''میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم ان اوّلین مہاجروں میں ہو جن کا اس آیت میں ذکر ہے؟''

{اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ} (الحشر:۸)

''جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیے گئے، وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی نصرت کرتے ہیں، وہی لوگ سچے ہیں۔''

انہوں نے کہا: نہیں...... فرمایا: کیا تم ان لوگوں میں سے ہو جنہوں نے

{تَبَوَّئُو الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ} (الحشر:۹)

''دارِ ہجرت اور ایمان کو ان سے پہلے ٹھکانا بنایا تھا، وہ اپنی طرف ہجرت کرکے آنیوالوں سے محبت کرتے ہیں اور ان مہاجرین کو جو کچھ دیا جائے اس سے اپنے سینوں میں تنگی محسوس نہیں کرتے اور وہ انہیں اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ انہیں خود بھی اس کی احتیاج ہو؟''

انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم بذاتِ خود اس بات کے اقراری ہو گئے ہو کہ تم ان دونوں فریقوں میں سے نہیں ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے بھی نہیں ہو جن کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

{يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَ لَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا} (الحشر:۱۰)

''جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان قبول کرنے میں ہم سے سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق کینہ پیدا نہ فرما جو ایمان لائے۔''

لہٰذا میرے پاس سے نکل جاؤ، اللہ تمہارا برا کرے۔''

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے حضرت زین العابدین علی بن حسین ؒ کی مبارک فہم، آپ ؒ تابعین میں سے ہیں۔ درحقیقت اہل السنہ بلکہ شیعہ کی کتابیں بھی صحابہ کرام ؓ کی باہمی تعریف سے بھری پڑی ہیں اور نهج البلاغة کا مطالعہ کرنے والے کو بہت سے خطبے اور ایسے صریح اشارات ملیں گے جو تمام کے تمام اصحابِ رسول ﷺ کی تعریف و ثنا سے بھرے ہوئے ہیں، لیکن میں نے ایک کا انتخاب کیا ہے کیونکہ اس میں قرآنِ کریم کا اقتباس ہے۔ نیز حضرت علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں:

''میں نے اصحاب ِ محمد ﷺ کو دیکھا ہے، میں تم میں کوئی ایسا فرد نہیں دیکھ رہا جو ان کے مشابہ ہو۔ وہ پراگندہ حالت میں صبح کرتے تھے، کیونکہ وہ قیام اور سجدوں میں رات بسر کرتے تھے۔ وہ تھکاوٹ کی وجہ سے سجدوں میں اپنی پیشانیوں اور رخساروں پر ٹیک لگا کر راحت حاصل کرتے تھے اور اپنے یومِ حساب کو یاد کرکے یوں کھڑے ہوتے تھے جیسے وہ انگاروں پر کھڑے ہوں اور لمبے سجدوں کی وجہ سے گویا ان کی آنکھوں کے درمیان بکری کے گھٹنے جیسے نشان ہوں۔ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا تو ان کی آنکھوں سے آنسو اُمڈ پڑتے، یہاں تک کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے وہ یوں لرزتے کانپتے جھک جاتے جیسے آندھی کے طوفان سے درخت جھک جاتے ہیں...... الخ''

صحابہ ؓ کی تعریف میں آپ ؓ کا کلام کافی طویل ہے۔ اور آپ کے پوتے حضرت زین العابدین کا ایک رسالہ ان کے لئے دعا اور ان کی ثنا پر مشتمل ہے اور آپ کو صحابہ کرام ؓ کی تعریف میں تمام ائمہ شیعہ کے بہت سے اقوال ملیں گے اور خلفاے راشدین و اُمہات المومنین ؓ وغیرہم کے بارے میں ان سے بہت سی روایات منقول ہیں جن میں ان پر ثنا کی تصریح ہے، اگر انہیں جمع کیا جائے تو بہت سی جلدیں بن سکتی ہیں۔

اس کے بعد اہل السنۃ والجماعۃ کے ہاں اہل بیت کے مرتبہ و مقام کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے، تاکہ آپ کو علم ہوسکے کہ اہل السنہ قرآن کریم پر تمسک اور عمل کی مکمل حرص رکھتے ہیں اور بعینہٖ اسی طرح وہ عترتِ رسول ﷺ کو مضبوطی سے تھامنے والے ہیں، چنانچہ ذیل میں ہم علما اہل سنت ؒ کے اقوال کی روشنی میں اہل بیت کے ہاں انکے مقام کی وضاحت کریں گے :

www.KitaboSunnat.com

اہل بیت کے متعلق أہل السنۃ کا موقف

'اہل بیت' کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

خلیل بن احمد کہتے ہیں کہ آل البیت کا معنی ہے أهل الرجل اور التأهل کا معنی ہے تزویج (شادی)[6]

أهل البيت کا معنی ہے، اس گھر میں رہنے والے اور أهل الاسلام جبکہ الآل کے متعلق معجم مقاییس اللغۃ میں ہے: قوله آل الرجل, اَهْلُ الرَّجلِ[7] کا معنی ہے: اسلام کو بطورِ دین اپنانے والے[8]

ابن منظور کہتے ہیں کہ آلُ الرَّجلِ سے مراد اس کے اہل ہیں اور آلَ اللّٰہِ وَرَسُوْلُهٗ سے مراد ان کے اطاعت گزار بندے ہیں۔ اس کا اصل أهل ہے پھر هاء کو ہمزہ سے بدل دیا گیا تو وہ مقدر طور پر أأل ہو گیا پھر جب دو ہمزے اکٹھے ہوگئے تو دوسرے ہمزہ کو الف سے بدل دیا گیا[9] اور یہ کلمہ غالباً اشرف مخلوق کی طرف مضاف ہوتا ہے اس لئے آل الحائک (جولاہے کی آل) نہیں کیا جاتا جبکہ أهل الحائك کہا جاسکتا ہے۔

بیت الرجل سے مراد آدمی کا گھر اور اس کا شرف و وقار ہے[10] اور جب البیت کہا جاتا ہے تو اس سے مراد بیت اللہ کعبہ شریف ہوتا ہے اور جب جاہلیت میں اہل البیت کہا جاتا تو اس سے مراد خصوصی طور پر اس کے باشندے ہوتے تھے اور اسلام کے بعد جب اہل البیت کہا جاتا ہے تو اس سے مراد آلِ رسول ہوتی ہے۔[11]

آلِ رسول ﷺ سے مراد کیا ہے؟

علمائے کرام نے آلِ بیت رسول ﷺ کی حد بندی میں اختلاف کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کے کئی اقوال ہیں۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں:

① جمہور علما کے نزدیک آلِ بیت رسول ؐ وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

② بعض کے نزدیک اس سے مراد حضرت نبی کریم ﷺ کی اولاد اور آپ کی بیویاں ہیں۔ اسے امام ابو بکر ابن العربی مالکی نے احکام القرآن میں ذکر کیا ہے اور دلائل سے ثابت

کرکے اس قول کی تائید کی ہے جبکہ اس قول سے اتفاق کرنے والے بعض علما نے آپؐ کی بیویوں کو اس شرف سے خارج کردیا ہے۔

③ بعض کے نزدیک آل النبی ﷺ سے مراد ان کے قیامت تک کے متبعین ہیں۔ امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی نے شرح صحیح مسلم میں اسے تقویت دی ہے اور صاحب 'الانصاف' نے ان کی موافقت کی ہے اور بعض علما نے آنحضرت ﷺ کے متبعین میں سے متقین کو آلِ بیت شمار کیا ہے۔☆

سوال: جن پر صدقہ حرام ٹھہرایا گیا، وہ کون ہیں؟

جواب: وہ ہیں بنوہاشم اور بنو مطلب اور یہی قول راجح ہے اور جمہور علما کرام نے اسی قول کی تائید کی ہے اور بعض علمانے (صدقہ کی حرمت کو) بنوہاشم تک محدود کیا ہے اور بنو مطلب کو اس میں شامل نہیں کیا۔

شیعہ امامیہ (اثنا عشریہ) کے نزدیک آلِ رسولؐ سے مراد فقط بارہ امام ہیں، دوسرے اس میں شامل نہیں۔ اس سلسلے میں ان کی تفصیلات اور تفریعات ہیں جن کے بیان کا یہاں موقع نہیں ہے، کیونکہ اس مسئلے میں ان کے فرقوں کے درمیان بڑا اختلاف اور اسی اختلاف کی وجہ سے تفرقہ ظہور پذیر ہوا۔ (دیکھئے کتاب فِرَق الشیعۃ مؤلفہ نوبختی)

آلِ رسولؐ کے متعلق اہل السنہ کا عقیدہ

عقیدہ کی کتابوں میں آپ کو کوئی کتاب ایسی نہ ملے گی جو اعتقاد کے ہمہ جہت مسائل پر مشتمل ہو اور اس میں اس مسئلہ پر بات نہ کی گئی ہو، کیونکہ اس کی خاص اہمیت ہے اور علمانے اسے مسائل اعتقاد میں شامل کیا ہے اور اس کی اہمیت کی وجہ سے اس پر مستقل رسائل لکھے ہیں۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے عقیدہ واسطیہ میں اور اپنے مختصر سے رسالے میں اہل السنہ کا عقیدہ بیان کیا ہے اور اختصار کے باوجود انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اہل بیت رسولؐ سے محبت کرتے ہیں اور ان سے وابستگی رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں

www.KitaboSunnat.com

حضرت رسول کریم ﷺ کی وصیت کو یاد رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے غدیر خم کے روز فرمایا تھا:

«أذكركم الله في أهل بيتي، أذكركم الله في أهل بيتي»[۱۲]

''میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں، میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ یاد دلاتا ہوں۔''

اور جب حضرت عباس ؓ نے آپؐ سے بعض قریشیوں کی بے رُخی اور سرد مہری کی شکایت کی تو آپ نے ان سے فرمایا:

«والله لا يدخل قلب إمرئ إيمان حتى يحبكم الله عز وجل ولقرابتي»[۱۳]

''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کسی دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہوگا جب تک وہ تم سے اللہ کی خاطر اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہ کریں۔''

اور آپؐ نے فرمایا: «إن الله اصطفى بنى اسماعيل واصطفى من بني اسماعيل كنانة واصطفى من كنانة قريشا واصطفى من قريش بنى هاشم واصطفانى من بني هاشم»[۱۴]

''اللہ تعالیٰ نے بنو اسماعیل کو پسند کیا اور بنو اسماعیل سے کنانہ کو پسند کیا اور کنانہ سے قریش کو پسند کیا اور قریش سے بنوہاشم کو پسند کیا اور مجھے بنو ہاشم سے پسند کیا......الخ''

امام ابن تیمیہؒ کی یہ بات اہل تشیع کی اس بات کا ردّ کرنے کے لیے کافی ہے کہ وہ ان کے ساتھ شدید عداوت رکھتے تھے، کیونکہ اُنہوں نے ابن مطھر الحلی کے رد میں منهاج السنة لکھی ہے......آلِ رسولؐ کے حقوق کی تفصیل درج ذیل ہے:

اوّلاً: حق محبت و نصرت

قارئین کرام! آپ پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ ہر مسلمان مردو عورت سے محبت رکھنا شرعی فریضہ ہے اور آلِ رسولؐ سے جس طرح کی محبت و نصرت کا ذکر گزر چکا ہے، وہ خاص محبت ہے جس میں کوئی اور شریک نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق لقرابتي کا لفظ ارشاد فرمایا ہے جبکہ پہلی محبت جو اللہ کے لئے ہونی چاہئے وہ ایمانی اُخوت و نصرت ہے جو تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے، کیونکہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا یہ محبت تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے اور اس میں آلِ رسولؐ بھی شامل ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے اپنے قرابت داروں کے لئے خاص محبت کا ذکر کیا جو ان کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت داری کی وجہ سے ان کے ساتھ ہی خاص ہے۔اس کے متعلق اللہ کا ارشاد ہے: {قُلْ لَاأَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ} (الشوریٰ:۲۳)

”کہہ دیجئے میں تم سے اس پر اُجرت کا سوال نہیں کرتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت داروں سے دوستی کرکے مجھ سے محبت کا ثبوت دو۔“

معنی کے اعتبار سے گذشتہ صحیح روایت کا مفہوم بھی یہی ہے جو اس آیت کا ہے، کیونکہ چند مفسرین نے اس کا معنی یہ بھی کیا ہے کہ مجھ سے اس بنا پر محبت کرو کہ میری تم میں قرابت داری ہے، کیونکہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی قریش کے تمام قبائل کی شاخوں میں قرابت داری تھی۔ مقصد یہ ہے کہ ان کی محبت اور نصرت اور توقیر، ان کی رسول کریم ﷺ سے قرابت داری کی وجہ سے ہے اور یہ اس دوستی سے علاوہ ہے جو عام مسلمانوں کے لئے ہے۔

ثانیاً: ان پر درود و سلام کا حق

اس طرح ان پر درود پڑھنا بھی ان کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

{إِنَّ اللهَ وَمَلاَئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا} (الاحزاب:۵٦)

”بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور سلام بھیجو۔“

امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو مسعود انصاری ؓ سے روایت کی ہے، ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ میرے پاس مجلسِ سعد بن عبادہ میں تشریف لائے۔ بشر ؓ بن سعد ؓ نے آپ سے سوال کیا کہ اے اللہ کے پیارے رسولؐ! اللہ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے، تو ہم کس طرح آپ پر درود پڑھیں، آپؐ خاموش ہوگئے حتیٰ کہ ہم خواہش کرنے لگے کہ کاش اس نے سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کہو

اللھم صلّ علی محمد وعلیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وبارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علی إبراھیم فی

www.KitaboSunnat.com

العالمين إنک حميد مجيد اور سلام ایسے ہی ہے جیسے تم جانتے ہو۔ [۱۵]

اور اس طرح ابو حمید ساعدی کی متفق علیہ حدیث بھی ہے اور اس کے علاوہ بہت سے دلائل ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں۔ امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ

''اس بات پر ائمہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ درود ان کا خاص حق ہے، اس میں اُمت شامل نہیں۔'' [۱۶] اور اس سے مراد درودِ ابراہیمی ہے۔

ثالثاً: خمس کا حق

اس طرح خمس میں بھی ان کا حق ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

{وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْئٍ فَإِنَّ اللهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِيْ الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ} (الانفال:٦١)

''اور جان لو جو چیز تم کو غنیمت میں ملے اس میں پانچواں حصہ اللہ کے لئے ہے اور رسول کے لئے بھی اور قریبی رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے بھی۔''

اس سلسلے میں بہت سی احادیث ہیں اور یہ حصہ آپ کے قرابت داروں کے لئے خاص ہے اور حضرت رسولِ کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی ان کے لئے ثابت ہے۔ یہ جمہور علما کا قول ہے اور صحیح ہے۔ [۱۷]

نوٹ: اہل بیت کے حقوق بہت سے ہیں لیکن ہم نے ان میں سے اہم حقوق کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان حقوق کا مستحق وہی ہے جس کا اسلام اور آپؐ تک نسب ثابت ہو، یہ شرط نہایت اہم ہے، ایسے ہی اچھے عمل کا ہونا بھی ضروری ہے۔ [۱۸]

یہ بھی یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نسب پر ہی انحصار و اعتماد کرنے سے ڈرایا ہے جیسا کہ مکہ مکرمہ کے مشہور واقعہ میں آپؐ کا فرمان منقول ہے کہ آپ نے فرمایا تھا

«يا معشر قريش! اشتروا انفسكم من االله لا أغني عنكم من الله شيئا۔ يا عباس بن عبد المطلب! لا أغنى عنک من االله شيئا۔ يا صفية عمة رسول االله ﷺ! لا أغنى عنک من الله شيئا۔ يا فاطمة بنت محمد ﷺ سليني من مالي ما شئتِ لا أغنى عنکِ من الله شيئا» (بخاری:۴۷۷۱)

"اے گروہِ قریش اپنی جانوں کو اللہ سے خرید لو، میں اللہ کے ہاں تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔اے عباس بن عبدالمطلب میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ کام نہ آسکوں گا۔اے صفیہ، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ کے ہاں تیرے کچھ کام نہ آسکوں گا۔اے فاطمہ بنت محمدؐ میرے مال سے جو کچھ مانگنا چاہتی ہے مانگ لے، میں اللہ کے ہاں تجھے کفایت نہیں کروں گا۔"

اور آپ جانتے ہیں کہ ابولہب کے متعلق کیا نازل ہوا۔ حالانکہ وہ بھی ہاشمی قریشی تھا اور آپ کا سگا چچا تھا...... اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں آگ کے عذاب سے پناہ عطا فرمائے۔

ناصبیوں کے متعلق اہل السنہ والجماعہ کا موقف

اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک آلِ رسولؐ کے مرتبہ و مقام کے بیان کو مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ناصبیوں کے متعلق اہل السنہ کے موقف کی طرف اشارہ کردیا جائے۔

نَصَب کا لغوی معنی کسی چیز کو کھڑا کرنا اور اسے بلند کرنا ہے اور اس سے ناصبة الشر والحرب کا جملہ وجود میں آیا ہے۔ قاموس میں ہے: النواصب والناصبة وأهل النصب اس سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے بغض رکھنے والے متدین لوگ ہیں، کیونکہ انہوں نے آپ سے عداوت کھڑی کی، یعنی آپ سے دشمنی کی۔ یہ ہے ناصبیوں کے نام کا اصل۔ چنانچہ جو کوئی انسان، اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ ناصبیوں میں سے ہے۔

قارئین کرام! علماء اسلام کا کلام حضرت علی ؓ اور ان کے صاحبزادوں کی تعریف میں واضح اور صریح ہے اور ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت علی ؓ اور حسن ؓ و حسین ؓ نعمتوں کے باغات میں ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (وللہ الحمد)

یہاں ناصبیوں کے متعلق اہل السنہ کا موقف اور ناصبیوں سے ان کی لاتعلقی کو واضح کرنا ضروری ہے، کیونکہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور مفاد پرست ٹولہ بعض من گھڑت اور خیالی قصوں کی بنیاد فرقہ پرستی کو ہوا دینا چاہتا ہے۔اہل السنہ نے حضرت علی ؓ کے فضائل میں بہت سی روایات بیان کی ہیں اور حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں حضرت علی ؓ کے فضائل ومناقب نہ ہوں۔میں ناصبیوں کے متعلق صرف شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کا قول پیش کرنے پر اکتفا کروں گا کہ جن کو شیعہ اپنا شدید دشمن سمجھتے ہیں، کیونکہ آپ نے شیعہ کے ردّ پر سب سے بڑا سنی

www.KitaboSunnat.com

انسائیکلو پیڈیا تصنیف کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ

''حضرت علیؓ کو بُرا کہنے اور ان پر لعنت کرنے کی وجہ سے یہ گروہ اس بات کا مستحق ٹھہرا کہ اسے باغی گروہ کہا جائے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت خالد حذاء سے بحوالہ حضرت عکرمہ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے اور اپنے بیٹے علی سے کہا کہ تم حضرت ابوسعید کی طرف جاؤ اور ان سے حدیث سنو۔ چنانچہ ہم گئے تو وہ اپنی دیوار درست کر رہے تھے انہوں نے اپنی چادر لی اور گوٹھ مار کر بیٹھ گئے اور ہمیں حدیثیں سنانے لگے۔ جب وہ مسجد نبوی کی تعمیر کے ذکر پر پہنچے تو فرمایا: ہم ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹیں اُٹھاتے تھے۔ جب حضرت رسول کریم ﷺ نے دیکھا تو ان سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا: افسوس اے عمار! تجھے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں جنت کی طرف دعوت دے گا اور وہ اسے آگ کی طرف دعوت دیں گے۔ حضرت عمارؓ نے فرمایا: أعوذ باللہ من الفتن۔ اسے مسلم نے ابوسعید سے بھی روایت کیا ہے اور فرمایا: مجھے اس شخص نے خبر دی جو مجھ سے بہتر ہے۔''

ابوقتادہؓ کا بیان ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت عمارؓ سے خندق کھودتے وقت فرمایا اور اس وقت آپؐ اس کے سر سے مٹی جھاڑ رہے تھے: ابن سمیہؓ کی زبوں حالی!! اس کو باغی گروہ قتل کرے گا اور مسلم نے حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت کیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عمارؓ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ کی امامت و خلافت صحیح تھی اور ان کی اطاعت واجب تھی اور ان کی طرف دعوت دینے والے جنت کی طرف دعوت دیتے تھے اور ان سے لڑائی کی دعوت دینے والے آگ کی طرف دعوت دینے والے تھے، اگرچہ وہ تاویل کرنیوالے تھے۔ اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ سے لڑنا جائز نہ تھا اور ان سے لڑنے والا خطا کار تھا اگرچہ وہ تاویلاً لڑ رہا تھا یا بغیر تاویل کے وہ باغی تھا۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک یہ قول صحیح ترین ہے، یعنی یہ کہ حضرت علیؓ سے لڑنیوالے پر خطا کاری کا حکم لگایا جائے اور یہ ان فقہا کا بھی مذہب ہے جنہوں نے متاول باغیوں سے لڑائی کرنے کا موقف اپنایا ہے۔ (۱۹)

ان کے درج ذیل قول پر غور کیجئے آپ نے یزید کے متعلق اہل السنہ کے کلام پر طویل تبصرہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے اور مسئلہ تحریر کرنے، اور اس میں لوگوں کے اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

وأما من قتل الحسين أو أعان على قتله أو رضی بذلک فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين [۴۰]

''لیکن جس نے حضرت حسین ؓ کو قتل کیا یا ان کے قتل میں معاونت کی یا وہ آپ کے قتل پر خوش ہوا، اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔''

کیا اس کے بعد کسی خطیب، ذاکر یا خود کو عالم کہلانے والے کے لئے ممکن ہے کہ وہ اہل السنہ پر طعن کرے اور کہے کہ وہ ناصبی ہیں۔ مذکورہ بالا کلام، ائمہ سلف میں سے ایک امام کا ہے۔

میرے بھائیو! ممکن ہے کہ اس مضمون کو پڑھتے ہوئے آپ کے دل میں بہت سے سوالات اُبھرے ہوں۔ اس بنا پر کہ تاریخی طور پر صفین اور جمل میں صحابہ کرام ؓ کے درمیان لڑائی کا وجود ثابت ہے۔ اور ان میں سے ہر فریق کے ساتھ صحابہ کا ایک گروہ موجود تھا یا ان میں سے عام یا اکثر حضرت علی ؓ کے ساتھ تھے اور ان کے ساتھیوں میں اہل بیت بھی تھے۔

یہ بحث ایک مستقل رسالے کی محتاج ہے، میری دعا ہے کہ اللہ مجھے اس رسالے کو تالیف کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے تاکہ ایسے تنازعات وغیرہ کی حقیقت بیان ہو سکے۔ میں اپنی ذات اور آپ کو اللہ سبحانہ کا فرمان یاد دلاتا ہوں:

{وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الأُخْرٰى فَقَاتِلُوْا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْءَ إِلٰى اَمْرِ اللهِ فَإِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوْا إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ} (الحجرات:۹، ۱۰)

''اگر مؤمنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔ پھر اگر ایک جماعت دوسرے کے خلاف بغاوت کرے تو بغاوت کرنے والی جماعت سے لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اگر وہ لوٹ آئے تو ان کے درمیان عدل سے صلح کرا دو اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بے شک مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اس آیت میں اللہ نے ان کی باہمی لڑائی کے باوجود ان کے لئے ایمان کو ثابت کیا ہے۔ یہ آیت اپنے مفہوم میں صریح ہے اور کسی تعلیق اور تفسیر کی محتاج نہیں ہے۔ لہٰذا تمام صحابہ ؓ مؤمن

ہیں، اگرچہ ان کے درمیان لڑائی ہوئی۔ اس طرح اللہ کا یہ قول:

{فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ} (البقرہ:۱۲۸)

''کہ جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی گئی ہو تو بھلائی کے ساتھ اس کی اتباع کرنا ہے۔''

یہ آیت قتل عمد کے متعلق ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قاتل اور مقتول کے سرپرستوں کے درمیان ایمانی اُخوت ثابت کی ہے۔ چنانچہ قتل کے شنیع جرم اور اس کی شدید سزا نے، جو اللہ نے بیان کی ہے، انہیں دائرۂ ایمان سے نہیں نکالا اور وہ مقتول کے اولیا کے ساتھ بھائی قرار پائے اور اللہ فرماتا ہے: {إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ} ''مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اختتامیہ

گذشتہ اوراق میں ہم نے آلِ رسول اَطہار ؓ اور آپ کے اخیار صحابہ کرام ؓ کے ساتھ تصوراتی لمحات گزارے اور ان کے درمیان صلہ رحمی اور مصاہرت، دوستی اور اُخوت، تالیفِ قلبی اور ایثارِ نفسی کا مطالعہ کرلیا ہے اور ان کے درمیان اس شفقت و رحم دلی کا ادراک کرلیا ہے جسے اللہ نے قرآن میں بیان کیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ربّ العالمین سے دعا کرنے کی کوشش کریں کہ وہ ہمیں اس عمل کی توفیق دے جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور وہ ہمیں ان لوگوں میں کردے جن کے متعلق اس نے اپنی کتاب کریم میں فرمایا ہے:

{وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ} ''اور جو لوگ ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے ایمان قبول کرنے میں سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے متعلق کینہ پیدا نہ کر جو ایمان لائے۔ اے ہمارے رب! تو بلاشبہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں کی یہ دعا مہاجرین اور انصار کی تعریف کرنے کے بعد بیان کی ہے۔

دلائل و براہین خواہ کتنے ہی واضح اور آشکارا ہوں، پھر بھی انسان اپنے مولیٰ عزوجل سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روشن معجزات کے ساتھ اپنے رسولؐ کی

www.KitaboSunnat.com

تائید فرمائی اور انہیں وہ قرآن عطا فرمایا جسے اس نے نورِ مبین کے ساتھ موصوف کیا ہے اور پھر اس کے ساتھ آپ کو حسن خلق، قوتِ بیان اور فصاحت عطا کی اور انہیں ظاہری و باطنی حسن عطا فرمایا اور اہل مکہ آپ کو بچپن سے لے کر بعثت تک جانتے بھی تھے۔ یہ سب کچھ ہونے کے باوجود بہت سے اہل مکہ اپنے کفر پر قائم رہے، حتیٰ کہ مکہ فتح ہو گیا۔

لہٰذا ہم پر ضروری ہے کہ ہم دعا کریں اور طلبِ توفیق اور حق پر ثابت قدمی اور اس کی پیروی کی کوشش کریں، خواہ وہ کہیں بھی ہو، کیونکہ ہدایت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

یاد رکھیں! آپ اس حکم کے ذمہ دار ہیں جو اللہ نے آپ کو دیا ہے اور اللہ اس پر آپ کا حساب لینے والا ہے، لہٰذا کسی مخلوق کے کلام کو اللہ کے کلام پر برتر کرنے سے بچیں۔ اللہ نے آپ کے لئے قرآن کو صاف عربی زبان میں نازل فرمایا ہے اور اسے مؤمنوں کے لئے شفا بنایا ہے اور دوسروں کے لئے اندھاپن۔ چنانچہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

{قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ آمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى} (فصلت: ۴۴) ''کہہ دیجئے کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور وہ ان پر اندھاپا ہے۔''

آپ قرآن سے رہنمائی حاصل کریں اور اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھیں۔ اللہ آپ کو اپنی خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ساری مخلوق کا حساب اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر ہے، یہ کسی بشر کے ذمہ نہیں ہے، بلکہ نیک لوگ چند شروط کے ساتھ اللہ سے شفاعت کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ کریم سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے لمبی چھوڑنے اور ترنگ میں آنے سے باز رہیں اور اس کے بندوں کے متعلق فیصلہ دینے سے کنارہ کش رہیں۔ ہم اہل بیت رسول ﷺ اور آپ کے باقی صحابہ کرام ؓ سے محبت کریں تو ہمیں کچھ نقصان نہیں ہو گا، بلکہ یہ عمل قرآن کے بھی موافق ہے اور صحیح روایات کے بھی۔

ہمیں چاہئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے دلوں سے ان کی نفرت کھینچ لے اور ہمیں حق پر رکھنے کی بصیرت عطا فرمائے اور ہمارے نفسوں اور شیطان کے برخلاف ہماری مدد فرمائے، کیونکہ وہ اس پر قادر ہے اور اس کا حق دار ہے۔ **والله أعلم**

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

② دیکھئے کشف الغمۃ ۲/۲۳۴،الفصول المہمۃ ۲۸۳ اس طرح تمام ائمہ اثنا عشر کی اولادوں میں آپ کو یہ نام ملیں گے۔علما شیعہ نے ان ناموں پر بحث کی ہے اور انہوں نے یوم الطُّفْ سے متعلق ۱۷ تا ۱۸۵ نام ذکر کیے ہیں۔ دیکھئے:اعلام الوری طبرسی:۲۰۳، الارشاد للمفید:۱۸۶اور تاریخ یعقوبی:۲/ ۲۱۲

③ان کی ماں اسما بنت عبد الرحمن بن ابی بکر تھی۔دیکھئے عمدۃ الطالبین ص ۱۹۵، طبع ایران الکافی ج ۱/ص ۴۷۲ ④مسلم عن فاطمہ بنت قیس ؓ ⑤بخاری عن عائشہ ؓ ⑥دیکھئے کتاب العیق: ۸۹/۴ ⑦الصحاح ۱۶۲۸/۴، لسان العرب ۲۸/۱۱ ⑧ معجم مقاییس اللغۃ ۱۶۱/۱،مفردات فی غریب القرآن اصفہانی ۳۰

⑨لسان العرب؛۱۵/۲ ⑩مفردات فی غریب القرآن ۲۹ ⑬ مسند احمد؛۱۷۰۶۱

⑪مزید تفصیل دیکھنے کے لیے جلاء الافہام فی الصلوۃ علی خیر الانام ابن قیم کا مطالعہ کیجئے

⑫ مسلم ؛ کتاب فضائل الصحابہ :ج۱۵/ ص ۱۸۸ ⑭ احمد فی فضائل الصحابہ

⑮ مسلم ؛ کتاب الصلوۃ:۳۰۵/۱ ⑯ جلاء الافہام ⑰ دیکھئے مغنی؛۱۸۸/۹

⑱ مزید بر آں امام ابن تیمیہ کا مختصر رسالہ حقوق اہل بیت بھی دیکھئے جسے ابو تراب ظاہری نے شائع کیا ہے۔

⑲ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۴۲۷/۴ ⑳ مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ۴۸۷/۴

www.KitaboSunnat.com